لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کلمۂ طیبہ

سی۔بی۔خان

[illegible] جموں کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱

کلمۂ طیبہ

سی. بی. خان

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر- ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

مفت برائے تقسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پر فتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنادیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کردیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہؐ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، سے انحراف کررہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہورہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہوکر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعثِ ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کرکے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ، ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سکریٹری	سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر جمعیۃ منزل، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

عربی زبان کے ان دو چھوٹے سے جملوں سے وہ پاک کلمہ بنتا ہے جو دینِ اسلام کی روح ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے کان میں اس کلمہ کے دونوں جملوں کی شہادت پھونکی جاتی ہے۔ اور جب کوئی غیر مسلم دینِ اسلام اختیار کرتا ہے تو سب سے پہلے اس سے اسی کلمہ کا عہد لیا جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں جہاں کہیں مسلمان بستے ہیں وہاں دن میں پانچ وقت اذان کے ذریعہ باآوازِ بلند اسی عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے اور ہر مسلمان اپنی نماز میں بھی بار بار اسی عقیدہ کو تازہ کرتا ہے۔

جب دینِ اسلام میں اس کلمہ کو اس قدر اہمیت حاصل ہے تو ہر مسلمان کو سوچنا چاہیئے کہ آخر اس کلمہ کا مطلب کیا ہے اور یہ کلمہ اس سے کیا مطالبہ کرتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کلمہ طیّبہ کے اس پہلے جملہ کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا

لَا	نہیں	اِلَّا	سوا
اِلٰہَ	معبود	اللّٰہُ	خدا کا ذاتی نام

با محاورہ ترجمہ یوں ہوگا "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے" دوسرے الفاظ میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں جس کی عبودیت (غلامی) اختیار کی جائے۔

اسلام کا یہی بنیادی عقیدہ ہے اور خدا کے متعلق یہ عقیدہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے شروع ہی سے اللہ کے رسول اپنی اپنی امتوں کو اسی عقیدہ کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو قرآن مجید میں خبر دیتا ہے کہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝
الانبیاء - ۲۵

ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر بھی رسول بھیجے ہیں ان کو یہی حکم بھیجا کہ میرے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے اس لئے میری ہی عبادت کرو

اب اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید کے حوالہ سے اس عقیدہ کے متعلق مختلف نبیوں کے پیغام درج کئے جاتے ہیں

حضرت نوح علیہ السّلام نے فرمایا

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط الاعراف - ۵۹

اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے

حضرت یونس علیہ السّلام نے اپنی مایوسی کے وقت مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو یوں پکارا

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ الانبیاء - ۸۷

تیرے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے۔ تو پاک ہے۔ بیشک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنی قوم سے فرمایا

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ الاعراف - ۱۴۰

کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ (معبود) تمہارے لئے تلاش کروں حالاں کہ اسی نے تمھیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے۔

حضرت صالح علیہ السّلام نے فرمایا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط الاعراف — ۷۳

اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے۔

حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط الاعراف ۸۵

اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے۔

یہاں صرف چند آیات درج کی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی نے اپنی اپنی قوم سے یہی کہا " اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے" اور ان ارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے دین میں یہ کوئی نیا عقیدہ نہیں ہے۔

اب ہم ذیل میں چند ایسی آیات کا ترجمہ درج کرتے ہیں جن میں ہمارے نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی عقیدہ کی اشاعت کا حکم ہوتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ الانعام - ۱۹

(اے رسولؐ) کہو کہ معبود تو وہی ایک ہے اور میں اس شرک سے قطعی بیزار ہوں جس میں تم مبتلا ہو۔

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ الرعد - ۳۰

(اے رسولؐ) کہو کہ وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی میرا ملجا و ماویٰ ہے۔

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ الانبیاء - ۱۰۸

(اے رسولؐ) تو کہہ مجھ کو تو یہی حکم آیا ہے کہ تمہارا معبود، معبود واحد ہے۔ پھر کیا تم اُسے تسلیم کرتے ہو؟ (یا نہیں)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ صٓ - ۶۵

(اے رسولؐ) تو کہہ میں صرف خبردار کر دینے والا ہوں (اس بات سے) کہ اللہ واحد قہار کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ حٰمٓ السجدہ - ۶

(اے رسولؐ) (ان سے) کہو کہ (ویسے تو) میں تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں۔ (مگر) مجھ پر وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود الٰہ واحد ہے

ان آیات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسرے نبیوں کی طرح اپنی امت کو یہی تعلیم دی "اللہ کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے۔"

انبیاء کی مخالفت

آخر یہ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پاک نبیوں نے جس وقت یہ مختصر لیکن پُرمعنی جملہ اپنی اپنی امّت کے سامنے پیش کیا تو ان میں سے اکثر لوگ ان کے دشمن ہو گئے۔ حالانکہ اس جملہ کے پیش کرنے سے پہلے وہ اپنی اپنی قوم میں اخلاقی طور پر ہر دلعزیز تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے خود فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ لیکن اس جملہ کے پیش کرنے پر

اور فرعون ہی ان کا بدترین دشمن بن گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ایک مہا پجاری کے بیٹے تھے لوگوں کے دلوں میں اس خاندان کی بڑی عزت تھی۔ لیکن جس وقت انھوں نے یہ جملہ پیش کیا تو والدین سے لے کر بادشاہ تک سب ان کے سخت مخالف ہو گئے۔ اور ان کو زندہ ہی جلتی آگ میں پھینک دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش شروع ہی میں معجزہ ہی قرار پائی لیکن جب انھوں نے ایک نبی کی حیثیت سے اس جملہ کا اعلان کیا تو ان کی اپنی قوم ہی ان کی دشمنی پر کمربستہ ہو گئی۔ اور آخرکار اس وقت کی یہودی حکومت نے ان کے خلاف موت کا فتویٰ صادر کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اس جملہ کے پیش کرنے سے بیشتر چالیس سال کی عمر تک اپنی قوم میں صادق اور امین کے القاب سے پکارے جاتے رہے۔ لیکن یہ جملہ پیش کرنے کے بعد قوم کی قوم ہی ان کے مخالف ہو گئی۔ مکی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو سخت تکلیفیں دی گئیں اور آخرکار آپؐ کے قتل کا فیصلہ کر لیا گیا۔

اگر آپ انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ اس مخالفت کا حقیقی سبب معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ الٰہ کا صحیح مفہوم کیا ہے پھر آپ پر یہ خود بخود واضح ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کو الٰہ واحد تسلیم کر لینے میں مخالفین کو کیا کیا خطرات در پیش تھے۔

الٰہ حقیقی

قرآن مجید کے سورۂ کہف میں ارشاد ہوتا ہے

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝

الکہف - ۱۰۹

(اے رسولؐ) تو کہہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں تو بھی سمندر (ں) کا پانی ختم ہو جائے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں۔ خواہ سمندر کا ساتھ دینے کے لئے اتنے ہی سمندر اور بھی کیوں نہ لے آئیں۔

جب الٰہ حقیقی کی تمام باتیں (حکمتیں) سمجھنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ تو پھر کون ہے جو

اس کی ذات وصفات کو پوری طرح بیان کرنے کا دعویٰ کر سکے۔ تاہم ایک مسلم کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کے متعلق جو کچھ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اختصار کے طور پر اس کا مفہوم یہ ہے۔

حقیقی الٰہ وہ ہے جو زندگی بخشتا ہے۔ جو موت پر قادر ہے۔ جو پرورش کرتا ہے۔ جو رزق دیتا ہے۔ جو اولاد عنایت کرتا ہے۔ جو امن وسلامتی عطا فرماتا ہے۔ جو بگڑی بنانے والا ہے۔ جو حقیقی کارساز ہے۔ جس پر کامل بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ جسے مایوسیوں میں پکارا جاتا ہے۔ جس کے قبضہ میں نفع ونقصان ہے۔ جو حاضر وغیب کا علم رکھتا ہے۔ جو سب پر غالب ہے۔ جو عظمتوں کا مالک ہے۔ جو حقیقی شہنشاہ ہے۔ قانون اسی کا قانون ہے اور حکم اسی کا حکم ہے۔ جس کی ذات کے لئے فنا نہیں۔ جس کے قیام کو زوال نہیں۔ جو کسی کا محتاج نہیں۔ جس کے سب محتاج ہیں۔

اہلِ جاہلیّت کا اِلٰہ

اب ذرا اہلِ جاہلیّت کے معبودوں کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ قرآن مجید نے ان میں سے ایک ایک کا بیان کیا ہے۔ اس بارے میں ہم چند آیات کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

غیر اللہ سے مدد طلب کرتے تھے

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ۝ یٰس۔ ۷۴

اور انھوں نے اللہ کے سوا اور الٰہ بنالئے ہیں تاکہ وہ ان کی مدد کریں۔

مردہ بزرگوں کو حاجت روائی کے لئے پکارتے تھے

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ اَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ النحل — ۲۰-۲۱

اور اللہ کو چھوڑ کر جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں۔ بلکہ خود مخلوق ہیں۔ وہ مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور انھیں یہ بھی خبر نہیں کہ انھیں کب زندہ

کر کے اٹھایا جائے گا۔ ۵ ؎

قربِ الٰہی کے لئے غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ الزمر ـ ۳

اور جنھوں نے اللہ کے سوا دوسرے حامی یا کارساز بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں ۵۲

سفارشی بنانے کے لئے غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ یونس ـ ۱۸

وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو تکلیف پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ نفع پر اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں وہ ہمارے سفارشی ہیں۔

جنّوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ الانعام ـ ۱۰۰

اور انھوں نے اللہ کے لئے جنات کو شریک ٹھہرایا ہے۔ حالاں کہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

سورج اور چاند کی پرستش کرتے تھے

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ حٰم السجدہ ـ ۳۷

اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ رات اور دن اور سورج اور چاند۔ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو

---

۵ ؎ بروئے مذہب امام ابوحنیفہؒ مُردوں کا سننا ثابت نہیں۔ حنفی مذہب کی معتبر کتب ہدایہ، عنایہ، کفایہ وغیرہ میں قطعی فیصلہ موجود ہے کہ مُردے نہیں سنتے وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝ فاطر ـ ۲۲ اور تم ان کو جو قبروں میں (مدفون) ہیں سنا نہیں سکتے۔ اور اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى النمل ـ ۸۰ تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے، اس پر شاہد ہیں۔

۵۲ ؎ اگر کوئی بندہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کسی تیسرے کو وسیلہ یا ذریعہ بناتا ہے تو وہ اپنے رب کے بارے میں بہت بدگمانی میں مبتلا ہے۔ گویا کہ اس کے ہاں بھی سفارشوں اور اقربا نوازی کا دور دورہ ہے۔

؎ بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے۔

اپنے عالموں، درویشوں اور پیغمبروں کو رب مانتے تھے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ التوبہ - ٣١

انھوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا ربّ بنالیا اور اسی طرح مسیح ابنِ مریم کو بھی حالاں کہ ان کو اس ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔

خدا کے بندوں سے حاجت روائی کے لئے دعائیں مانگتے تھے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ الاعراف - ١٩٤

جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری ہی طرح بندے ہیں۔ پس ان کو پکارو کہ تمہاری فریادرسی کریں، سچے ہو اگر تم

اپنی خواہشات کی اطاعت کرتے تھے

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ الفرقان - ٤٣

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا ہے۔

اہلِ جاہلیت کے اللہ کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے جو آیات پیش کی گئی ہیں ان پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ عرب کو اللہ کی ذات یا اس کی صفات سے انکار نہیں تھا۔ وہ حاکمِ اعلیٰ اللہ ہی کو مانتے تھے لیکن ان کے عقیدہ میں خرابی یہ تھی کہ اللہ کی مخلوق میں سے فرشتوں، جنوں، انسانوں، بتوں اور ستاروں وغیرہ کو بھی اللہ کے کاموں میں ساجھی مانتے تھے۔ مشکلات کے وقت ان سے مدد طلب کرتے تھے۔ حاجت روائی و مشکل کشائی کے لئے ان کو پکارتے تھے۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے یا اس کے لئے سفارشی بنانے کے لئے ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور نذریں پیش کرتے تھے۔ اور اس خیال سے ڈرتے بھی تھے کہ وہ نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ دوسری خرابی ان میں یہ تھی کہ کتاب اللہ کی سند کے بغیر انسانی زندگی میں حلال و حرام کا ضابطہ جو ان کے عالم و درویش بنانے تھے وہ تسلیم کرلیتے تھے اور اس طرح وہ

ان کو شریعت سازی کا حق دے کر انھیں اپنا رب مانتے تھے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بجائے وہ اپنے نفس کی خواہشات کی اطاعت کرتے تھے۔

الٰہ حقیقی اور الٰہ باطل کی تشریح کے بعد اب یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے کہ اہلِ عرب کے سامنے جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز بلند ہوئی تو وہ بھی پہلی قوموں کی طرح کیوں اپنے نبی کے دشمن ہو گئے۔ اس کلمہ کو سنتے ہی ہر شخص پوری بات کو پا گیا۔ اسے صاف نظر آگیا کہ اس کلمہ کو صحیح تسلیم کرنے سے کہاں کہاں ضرب پڑے گی اور اس کلمہ کی تصدیق کر لینے کے معنی کیا ہوں گے۔ وہ جانتے تھے کہ اس کلمہ کی تصدیق کے معنی یہ ہوں گے

خدا ایک ہی ہے۔ اور اس ایک کے سوا خدائی کسی کی نہیں ہے۔ وہی سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کائنات کو اسی نے پیدا کیا ہے۔ سب کو رزق وہی دیتا ہے۔ موت اور زندگی اسی کی طرف سے ہے۔ مصیبت و راحت اسی کے اختیار میں ہے جو کچھ کسی کو ملتا ہے اس کا دینے والا حقیقت میں وہی ہے۔ اور جو کچھ کسی سے چھینا جاتا ہے اس کا چھیننے والا بھی حقیقت میں وہی ہے۔ ڈرنا چاہئے تو اس سے۔ مانگنا چاہئے تو اس سے، سر جھکانا چاہئے تو اس کے سامنے۔ عبادت و بندگی کی جائے تو اُس کی۔ سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سوا ہمارا کوئی آقا اور مالک نہیں۔ خدا تعالیٰ کی ان صفات کو تسلیم کرنے کے بعد لازم آتا ہے کہ زندگی کے ہر قدم پر ہمیں خدا کی ہدایت اور اس کے قانون پر چلنا چاہئے۔ مراسمِ عبودیت ہوں یا امورِ سلطنت، ملازمت ہو یا تجارت، شادی ہو یا غمی، صلح و جنگ ہو یا دوستی و دشمنی غرضیکہ کوئی انفرادی معاملہ ہو یا ملکی و قومی مسئلہ ہر حال میں اور ہر موقع و مرحلہ پر تمھیں خدا کے مطیع و فرماں بردار (مسلم) بندے بن کر زندگی بسر کرنا ہوگی۔

اس عقیدہ کے بعد وہ کسی غیر اللہ کی پوجا قرب یا سفارش حاصل کرنے کے لئے بھی نہیں کر سکیں گے۔ اللہ کو چھوڑ کر وہ کسی مصیبت کے وقت کسی بت، دیوی دیوتا، زندہ یا فوت شدہ بزرگ کو نہ پکاریں گے۔ انھیں اپنی سرداری سے بھی دست بردار ہونا پڑے گا۔ قانون اور زندگی کے

طریقے جو اس وقت رائج ہیں، اگر وہ خدا کے قانون کے خلاف ہوئے تو ان تمام کو بھی چھوڑنا پڑیگا۔ اب تک وہ اپنے نفس کی پیروی اور جائز و ناجائز طریقے سے مال و دولت سمیٹنے میں آزاد تھے، اس کلمہ کو پڑھتے ہی یہ آزادی بھی ختم ہو جائے گی اور ان کا سارا وقار خاک میں مل جائے گا۔

اب جس قوم کا مذہب (خواہ وہ بے اصل ہی کیوں نہ ہو) وقار، جائدادیں اور سرداری خطرہ میں پڑ جائیں، وہ دشمنی پر نہ اتر آئے تو اور کیا کرے۔ جن کے دلوں میں حق کی تلاش تھی وہ تو مسلمان ہو گئے اور باقی لوگوں میں سے بعض اپنی جہالت کی وجہ سے اور بعض ہوشیار لوگ اپنے مفاد کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دشمن ہو گئے۔

مُحمّد رسُولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلّم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اس قدر تشریح کے بعد کلمۂ طیبہ کے دوسرے جزیعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے معنی سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ اس حصہ کا آسان ترجمہ یہ ہے "محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"

عقیدۂ توحید کی جو تشریح اوپر کے صفحوں میں کی گئی ہے اس سے خود بخود لازم آتا ہے کہ زندگی کے ہر قدم پر ہمیں خدا کی ہدایت اور اس کے قانون پر چلنا چاہیے۔ عبادت ہو یا گھریلو معاملات، شادی بیاہ ہو یا ملکی انتظام۔ دوستی کا معاملہ ہو یا دشمنی سے پیدا شدہ صورت حال، ہمیں ہر حال میں اس کے قانون کے مطابق روش اختیار کرنی چاہیے۔ لیکن جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا قانون کیا ہے، وہ کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے، زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے، اس وقت تک ہم سیدھی راہ نہیں پاسکتے اور اس دنیا میں کامیاب زندگی نہیں بسر کر سکتے۔ اس راہ کی تلاش کرنا اور اس کے قانون کا معلوم کرنا اس نے ہم پر نہیں چھوڑا بلکہ کمال شفقت و مہربانی سے اس کا انتظام بھی خود ہی فرما دیا ہے۔ وہ اس طرح کہ ہر قوم میں اللہ تعالےٰ نے رسول بھیجے جنھوں نے یہ تعلیم دی کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (غیر خدائی قوتوں) سے بچو۔

چنانچہ قرآن کریم کی سورۂ نحل میں ارشاد ہوتا ہے

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ج — ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (اور اس کے ذریعے ان کو خبردار کردیا) کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

النحل - ۳۶

نبیوں کی آمد کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی حاکمیت (لا الٰہ الا اللہ) پر ایمان لانے والے اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی پیروی کر کے اپنے ایمان کا عملی ثبوت پیش کریں یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نبی نے اپنی اپنی امت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور ان (اپنے رسول) کی اطاعت کرو۔ چنانچہ سورۂ شعراء میں حضرت نوح ؑ، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح ؑ، حضرت لوط ؑ اور حضرت شعیب ؑ اپنی اپنی امتوں کو ارشاد فرماتے ہیں

اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ۝ — حقیقت یہ ہے کہ میں تمہارے لئے ایک رسول امین بن کر آیا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو

الشعراء - ۱۲۶-۱۲۵ ۱۰۸-۱۰۷
۱۷۹-۱۷۸، ۱۶۲-۱۶۱، ۱۴۴-۱۴۳

سورۂ نوح میں حضرت نوح ؑ کا قول اس طرح نقل کیا گیا ہے

اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوۡہُ وَاَطِیۡعُوۡنِ ۝ — اللہ کی عبادت کا راستہ اختیار کرو۔ اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

نوح - ۳

رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ج النساء - ۸۰ — جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

متذکرہ بالا آیات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی عبادت یعنی اس کی اطاعت کی سیدھی راہ یہ ہے کہ زندگی کے ہر معاملہ میں نبی کی اطاعت کی جائے اور دنیا کی باقی غیر خدائی طاقتوں کی پیروی سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ نبی کی اطاعت حقیقت میں خود خدا کی اطاعت ہے۔ رشد و ہدایت کے اس سلسلہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس آخری امت کے لئے زندگی کا جو قانون ہمارے پیارے نبی ؐ کے ذریعہ عطا ہوا ہے وہ قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ضروری ہے کہ ہم اس دنیا کی زندگی کی سیدھی راہ (صراط مستقیم)

قرآن مجید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں تلاش کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی ہمارے لئے ایک عمدہ نمونہ قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ — الاحزاب ـ ۲۱

تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں ایک عمدہ نمونہ ہے۔

رسولِ کریمؐ نے خدائی ضابطہ (قرآن مجید) کے مطابق زندگی بسر کرکے ہم کو بتا دیا ہے کہ ایک مسلمان کو اس دنیا میں کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ جس وقت ہم نے محمد رسول اللہ کہا تو گویا ہم نے اقرار کر لیا کہ جو قانون اور جو طریقۂ زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بتایا ہے ہم اس کی پیروی کریں گے اور جو قانون یا طریقہ اس کے خلاف ہے اس پر لعنت بھیجیں گے۔ اس اقرار کے بعد اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لائے ہوئے قانون کو چھوڑیں گے اور کسی غیر الٰہی قانون کو مانیں گے تو ہم سے بڑھ کر جھوٹا اور بدعہد کوئی نہ ہوگا۔

جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا کی پولیس، فوج، عدالت اور جیل کہیں موجود نہیں۔ اس لئے اس کے قانون کو توڑنا آسان ہے اور طاغوتی قانون کی نگراں پولیس، فوج، عدالت اور جیل موجود ہے اس لئے اس کا قانون توڑنا مشکل ہے۔ ایسے شخص کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنا محض زبانی ہے۔ ایسا شخص دل سے خدا کو حقیقی شہنشاہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس کا رسول (نمائندہ) نہیں مانتا ہے۔ اور اپنے خدا کو، ساری دنیا کو تمام مسلمانوں کو اور خود اپنے نفس کو بھی دھوکا دیتا ہے۔

اب کلمہ طیّبہ کی اس قدر تشریح کے بعد ہر کلمہ گو خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ اسلام میں اس کا درجہ کیا ہے۔ وہ پورا مسلمان ہے یا آدھا یا اس سے کم و بیش۔ پورا مسلمان وہ اور صرف وہ ہے جو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں خدا اور اس کے رسول کی ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہے۔

جب ہم نے کلمہ کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ لیا اور سوچ سمجھ کر اس کلمہ کا اقرار کیا تو پھر اس کے بعد ہمارے خیالات پر اور ہماری ساری زندگی پر اس کلمہ کا قبضہ ہونا چاہیئے۔ پھر ہم کو اپنے دل ہ

دماغ میں کسی ایسی بات کو جگہ نہ دینی چاہیئے جو اس کلمہ کے خلاف ہو۔ پھر ہم کو ہمیشہ کے لئے بالکل فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ جو بات اس کلمہ کے خلاف ہے وہ جھوٹی ہے اور یہ کلمہ سچا ہے۔ پھر زندگی کے سارے معاملات میں یہ کلمہ حاکم ہونا چاہیئے۔ اس کلمہ کے اقرار کے بعد ہم کافروں کی طرح آزاد نہیں رہتے کہ جو چاہیں کریں۔ بلکہ اب ہم اس کلمہ کے پابند ہیں۔ جو وہ کہے اس کو کرنا پڑے گا اور جس سے وہ منع کرے اس کو چھوڑنا پڑے گا۔

اس طرح کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور اس طرح کلمہ پڑھنے سے آدمی دوزخی سے جنتی بن جاتا ہے۔

شرک

اس رسالہ کا موضوع توحید ہے اور توحید کی ضد شرک ہے۔ اور ضدین کے بیان سے دونوں چیزوں کی حقیقت زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مختصر تمہید کے بعد شرک کے رد میں قرآن مجید کی چند آیات کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے تاکہ توحید اچھی طرح نکھر جائے اور عوام شرک کے گناہ سے بچ جائیں۔

عام مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اہلِ عرب خدا کے منکر تھے، وہ صرف بتوں وغیرہ کی پوجا کرتے تھے۔ ان کو ہی حاجت روائی و مشکل کشائی کے لیئے پکارتے تھے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نذریں پیش کرتے تھے۔ اس لئے وہ مشرک تھے۔ ہم خدا اور اس کے رسولؐ کو برحق مانتے ہیں۔ اگر ہم بتوں کے بجائے خدا کے مقبول بندوں کو حاجت روائی و مشکل کشائی کے لئے پکاریں یا ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے مزاروں پر میلے کریں یا نذریں پیش کریں یا ان کے نام کی منتیں مانیں اور نیازیں دیں یا دین کے مقابلہ میں اپنے عالموں، درویشوں یا اپنے نفس کی خواہشات کی اطاعت کریں تو ہماری مسلمانی میں کوئی فرق نہیں آتا اور ہم توحید پرست ہی رہتے ہیں۔

یہ غلط خیال محض دینِ اسلام سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ورنہ قرآن مجید

کی متعدد آیات سے ثابت ہے کہ وہ زمین و آسمان، سورج اور چاند، ابر و ہوا سب کا خالق خدا ہی کو مانتے تھے۔ زندگی بخشنے والا، روزی دینے والا اور زندگی لینے والا اسی کو تسلیم کرتے تھے اور اس کائنات کا انتظام کرنے والا بھی اسی کو سمجھتے تھے لیکن ساتھ ہی اس کے وہ خدا کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں دوسروں کو بھی حصہ دار مانتے تھے۔ یہی ان کا شرک تھا۔ مندرجہ ذیل آیت خدا تعالیٰ کے متعلق ان کے عقیدہ کو واضح کرتی ہے :۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(ان سے) پوچھو کون تم کو روزی دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے۔ یا کون قدرت رکھتا ہے کان پر اور آنکھ پر اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے۔ اور کون عالم کا انتظام کرتا ہے؟ تو جواب دیں گے اللہ۔ پس تو کہو کیا اس سے ڈرتے نہیں۔

یونس ۔ ۳۱

اور مندرجہ ذیل تاریخی واقعہ ان کے اس عقیدہ کا عملی ثبوت ہے کہ بھاری مصیبت کے وقت وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے۔

ابرہہ والی یمن نے جس وقت خانۂ کعبہ کو تباہ کرنے کے لئے حملہ کی تیاری کی تو اس وقت مشرکینِ عرب کے سردار عبدالمطلب تھے۔ جب اہلِ مکہ حملہ کی تاب نہ لاکر شہر کو خالی کر کے پہاڑی پر جانے لگے تو اپنے سردار عبدالمطلب کی رہنمائی میں کعبۃ اللہ حاضر ہوئے اور اس کی زنجیر پکڑ کر بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کی :۔

"ہم اگرچہ عاجز ہونے کی وجہ سے شہر سے جا رہے ہیں لیکن یہ کوئی غم کی بات نہیں ہے۔ ہر ایک شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے، خدایا! تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر، تیری تدبیر پر نہ صلیب کی طاقت غالب آسکتی ہے اور نہ اہلِ صلیب کی کوئی تدبیر اور اگر تیرا منشا ہے کہ وہ ہمارے کعبہ کے متعلق اپنا منشا پورا

کریں تو پھر جو تیرا جی چاہے وہ حکم فرما۔"
یہ دعا عربی شعروں میں بسند صحیح تاریخی کتابوں میں موجود ہے (قصص القرآن حصہ سوم، صفحہ ۳۶۰ از مولانا سیوہاروی رح)
اس حملہ کا جو حشر ہوا اس کی کیفیت سورۂ فیل میں بیان کی گئی ہے۔
اس دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ عرب بھی خدا ہی کو حاکمِ اعلیٰ مانتے تھے۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے چالیس یا پچاس روز پہلے پیش آیا۔ اس وقت خانہ کعبہ میں کم وبیش ۳۶۰ بت تھے، حتیٰ کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت مریم (علیہم السلام) کی تصاویر بھی موجود تھیں۔ لیکن اس اہم مصیبت کے وقت انھوں نے استعانت (مدد) کے لئے کسی بُت یا پیغمبر سے دعا نہیں مانگی۔ بلکہ حاکمِ اعلیٰ کی بارگاہ میں ہی کعبہ کے بچاؤ کے لئے دعا کی گئی۔
لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کو مشرک کے ہی لفظ سے خطاب کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اہلِ عرب خدا کو حاکمِ اعلیٰ تسلیم کرتے ہوئے اس کے کاموں میں غیر اللہ کو ساجھی مانتے تھے۔ سوچنے کی بات ہے کہ کوئی مسلمان اللہ کی ذات، صفات، اختیارات وحقوق میں غیر اللہ کو، خواہ وہ نبی کی ذات ہی کیوں نہ ہو، حصہ دار تسلیم کرے تو کیا وہ مشرک نہ ہوگا۔ جو چیز مشرکین کے اندر شرک ہے، اہلِ کتاب کے اندر شرک ہے، منافقین کے اندر شرک ہے، وہی چیز اگر کسی مسلمان کے اندر پائی جائیگی تو وہ بھی شرک ہی رہے گی۔ نجاست خواہ مٹی کے برتن میں ہو خواہ سونے چاندی کے خوش نما کٹوروں میں، خواہ شیشے کے صاف گلاس میں، ہر جگہ نجاست ہی رہے گی۔ مقام میں بدل جانے سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدلا کرتی۔ بلکہ اچھا مقام ہونے سے اس چیز کی برائی یا خوبی زیادہ نمایاں ہو کر رہتی ہے۔ داغ داغ ہی ہے، خواہ میلی چادر پر ہو، خواہ صاف چادر پر ہو لیکن صاف چادر پر زیادہ نمایاں دکھائی دے گا۔ عیب عیب ہی ہے خواہ کسی جاہل میں ہو، خواہ کسی عالم میں۔ لیکن عالم میں وہ عیب زیادہ شہرت پائے گا اور اس کے لئے زیادہ باعث ملامت بھی ہوگا۔ کیا ایک جاہل قوم کے مقابلہ میں خالص توحید کے مدعی مسلمان کا شرک اللہ کو بھائے گا؟

ہرگز نہیں بلکہ قیاس یہ چاہتا ہے کہ وہ ملامت و سرزنش کا زیادہ مستحق ہوگا۔ اس مختصر تمہید کے بعد قرآن مجید کی چند آیات کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس پر اچھی طرح غور کیا جائے اور شرک کی جن باتوں کی نشان دہی ان میں کی گئی ہے ان سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

غیب کی باتیں صرف اللہ ہی جانتا ہے

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ښ وَمَا مَسَّنِيَ
السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝
(الاعراف-۱۸۸)

(اے نبیؐ) تو کہہ دے کہ میں اپنی جان کے نفع و نقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں، مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ۔ اگر میں غیب جانتا تو بے شک میں بہت سی بھلائی لے لیتا اور مجھ کو کچھ برائی نہ چھوتی۔ میں تو صرف ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔

نفع اور نقصان کا مالک صرف اللہ ہی ہے

قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝
قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ڏ
وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝
(الجن-۲۲-۲۱)

(اے نبیؐ) تو کہہ دے کہ میں بے شک تمھارے نقصان و فائدے کا اختیار نہیں رکھتا۔ تو کہہ دے کہ مجھ کو اللہ کے سوا کوئی نہ بچائے گا اور اس کے بغیر میں ہرگز بچاؤ نہ پاؤں گا۔

مشکلات کے وقت صرف اللہ ہی کو پکارا جائے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝
اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ
سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ فاطر ۱۴-۱۳

وہ ہے اللہ تمھارا رب۔ بادشاہی اسی کے لئے ہے۔ اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی پر جو چھلکا ہوتا ہے اتنے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار سنتے ہی نہیں اور (بالفرض) اگر وہ سن بھی لیں تو تمھاری حاجت روائی

نہ کر سکیں۔ اور قیامت کے روز وہ تمہارے اس شرک کا انکار کریں گے۔

اللہ کے سوا کسی کو دور سے دعا کے لئے پکارنا گمراہی ہے

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ٥

الاحقاف - ۵

کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا ایسے لوگوں کو کہ روز قیامت تک بھی اس کی بات قبول نہ کریں بلکہ ان کو اس کی پکار کی بھی خبر نہیں

اللہ کے سوا کوئی رزق نہیں دے سکتا

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥

العنکبوت - ۱۷

جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہارے لئے روزی کا کوئی اختیار نہیں رکھتے اللہ ہی کے ہاں سے روزی چاہو اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکر بجالاؤ آخر کار تمہیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے

اللہ کے سوا کوئی اولاد دینے پر قادر نہیں

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ٥ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ٥

الشوریٰ ۴۹-۵۰

اللہ ہی کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے جسے چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے۔ یا ملے جلے بیٹے اور بیٹیاں۔ اور رکھتا ہے جس کو چاہے بے اولاد۔ وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگی جائے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ٥

الفاتحہ - ۴

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے استعانت (مدد) چاہتے ہیں۔

قیامت کے دن (اس کے اِذن کے بغیر) کوئی شخص کسی کے کام نہ آئے گا

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ وَ الْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝ الانفطار - ۱۹

جس دن کہ کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے گا اور حکم اس دن اللہ ہی کا چلے گا۔

اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ آل عمران - ۱۶۰

اگر اللہ تمھاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمھاری مدد نہ کرے تو پھر اس کے بعد دوسرا کون ہے جو تمھاری مدد کر سکے۔ پس اہلِ ایمان کو چاہئے کہ اللہ پر ہی بھروسہ رکھیں

نذر و نیاز صرف اللہ کے لئے ہو

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ الانعام - ۱۳۷

ان لوگوں نے اللہ کے لئے خود اسی کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لئے ہے، بزعمِ خود، اور یہ ہمارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لئے ہے، پھر جو حصہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لئے ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا، مگر جو اللہ کے لئے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ۔

ان آیات کی رُو سے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو ان امور میں شریک (حصہ دار) ماننا صریحاً شرک ہے۔

اس رسالہ میں جو آیات توحید کی تائید اور شرک کے رد میں پیش کی گئی ہیں ان کو سمجھنے کے لئے عبادت، دُعا اور شفاعت کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے۔

عبادت

عبادت کا مادہ عبد ہے اور عبد کے لفظی معنی ہیں کسی کی برتری تسلیم کر کے اس کے مقابلہ میں اپنی آزادی و خود مختاری کو چھوڑ دینا اور اس کے لئے رام ہو جانا۔ عبادت کے معنی صرف کسی کو معبود بنا کر پکارنے ہی کے نہیں ہیں بلکہ اگر کسی کو زبان سے معبود نہ بھی کہا جائے اور اس کی ظاہری پرستش نہ بھی کی جائے لیکن اس کے احکام کی مثل خدا کے حکم کے مطلق اطاعت کی جائے تو یہ بھی عبادت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے ادا ہوتا ہے لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ (مریم۔ ۴۴) شیطان کی عبادت نہ کر۔ ظاہر ہے کہ شیطان کی عبادت کوئی نہیں کرتا لیکن جو شیطان کی باتوں پر عمل کرتا ہے اس کے حکموں کو مانتا ہے وہ شیطان کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ۔ بنی اسرائیل ۔ ۲۳ اور تیرے پروردگار کا یہ فرمان ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ عوام عبادت کے معنی صرف پرستش (پوجا پاٹ) کے لیتے ہیں۔ حالاں کہ قرآن مجید کی آیات میں یہ لفظ کہیں تو غلامی و اطاعت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کہیں محض اطاعت کے معنی ہیں اور کہیں پرستش کے معنی ہیں۔ اور بعض آیات میں یہ لفظ ان تینوں معنوں پر حاوی ہے۔

دُعا

دُعا کے لفظی معنی ہیں پکارنا۔ اگر مجھے پیاس لگتی ہے اور میں اپنے خادم کو پانی لانے کے لئے پکارتا ہوں۔ یا اگر میں بیمار ہوتا ہوں اور اپنے علاج کے لئے ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔ تو اس پر نہ تو دعا کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ اس کے معنی خادم یا ڈاکٹر کو الٰہ بنانے کے ہیں۔ کیوں کہ یہ سب سلسلہ اسباب کے تحت ہے نہ اس کے باہر۔ لیکن اگر میں پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کے بجائے کسی ولی یا دیوتا کو پکارتا ہوں تو یہ ضرور اس کو الٰہ بنانا اور اس سے دعا مانگنا ہے۔ کیوں کہ جو ولی صاحب مجھ سے سینکڑوں میل دور رہتے ہیں یا کسی قبر میں آرام فرما رہے ہیں ان کو پکارنے کے یہ معنی ہیں کہ میں ان کو سمیع و بصیر (سننے والا اور دیکھنے والا) سمجھتا ہوں اور یہ خیال رکھتا ہوں کہ عالم اسباب میں ان کا حکم بھی چلتا ہے جس کی وجہ سے وہ مجھ تک پانی پہنچانے یا

بیماری دور کرنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ یہ عقیدہ غلط ہے اور قرآن مجید اس کی تردید کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس قسم کا اقتدار صرف اللہ ہی کو حاصل ہے، اس کی مخلوق میں سے اور کسی کو حاصل نہیں۔ غیر اللہ سے اس قسم کی مدد طلب کرنا شرک ہے۔

شفاعت

اس کے لفظی معنی سفارش کرنا ہے۔ سفارش دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو زور و اثر سے منوا کر ہی چھوڑی جائے۔ دوسری وہ جو محض ایک درخواست کی صورت میں پیش کی جائے اور جس کے پیچھے منوانے کے لئے کوئی زور نہ ہو۔ قرآن مجید پہلی قسم کی سفارش کی تردید کرتا ہے اور اس قسم کی سفارش کا عقیدہ رکھنے والے کو مشرک قرار دیتا ہے۔ دوسری قسم کی سفارش انبیاء، ملائکہ اور خدا کے نیک بندے دوسرے بندوں کے حق میں کر سکتے ہیں۔ اور خدا کو مکمل اختیار حاصل ہے کہ کسی کی سفارش قبول کرے یا نہ کرے۔ حضرت نوح علیہ السّلام خدا کے نبی تھے۔ ان کی سفارش اپنے بیٹے کے حق میں قبول نہ ہوئی۔

عبادت، دعا اور شفاعت کی تشریح کے بعد زیر بحث آیات کا مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے اور شرک کی نشان دہی میں کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔

شرک کے گناہ کو اللہ تعالےٰ نے حضرت لقمان (رضی اللہ عنہ) کی زبانی ظلم عظیم قرار دیا ہے۔

چنانچہ سورہ لقمان میں حضرت لقمان (رضی اللہ عنہ) اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہیں

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ لقمٰن — ۱۳

بیٹا! خدا کا شریک نہ ٹھہرانا یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ظلم سے مراد شرک قرار دے کر اس کی تصدیق فرمائی ہے (بخاری)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ الانعام — ۸۲

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان میں ظلم (شرک) کی آمیزش نہیں کی، یہی لوگ ہیں جن

کے واسطے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ارشاد فرماتے ہیں ۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ المائدہ ۷۲	بیشک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سو اللہ نے حرام کردی اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ۔ اور ظالموں (مشرکوں) کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے ۔

اس آیت پاک میں بھی ظالموں سے مراد مشرک لوگ ہیں ۔ شرک وہ گناہ کبیرہ ہے جس کے لئے کوئی بخشش نہیں ۔ الّا یہ کہ اس سے تائب ہو جائے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ النساء ۔ ۴۸	بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے اور بخشتا ہے اس سے کم درجہ کے گناہ جس کے چاہے ۔

شرک باللہ تمام بھلائیوں کو مٹا کر انسان کو خدا کے سامنے خالی ہاتھ لے جاتا ہے ۔ اور کسی کی تو حقیقت ہی کیا ہے ، اگر خدا کے مقبول بندوں سے بھی معاذ اللہ ایسی حرکت سرزد ہو تو سارا کیا دھرا اکارت ہو جائے ۔ چنانچہ نبیوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ الانعام ۔ ۸۸	اگر انھوں نے (انبیاء) نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا ۔

انبیاء تو دنیا سے شرک مٹانے کے لئے آئے ۔ وہ اس گناہ کبیرہ میں کیسے مبتلا ہو سکتے تھے ۔ ان کے بعد خدا کے جن نیک بندوں نے ان کی پیروی کی انھوں نے بھی بڑی بڑی مصیبتوں کے وقت توحید سے بال بھر لغزش نہیں کی ۔ شہید کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ہی دیکھئے ۔ کربلا کی بڑی بھاری مصیبت کے وقت انھوں نے خدا سے جو دعا مانگی تھی اس کا ایک ایک فقرہ توحید کے پختہ ایمان کی گواہی دیتا ہے اور یہ توحید پر کامل ایمان کا کرشمہ ہی تھا کہ حضرت حسین رضؓ نے تعلیماتِ اسلامی کے ایک بنیادی اصول کی حفاظت میں زندگی اور اس کے ہر ایک متاع کو بے دریغ اور پوری خوش دلی کے ساتھ قربان کر دیا ۔ حضرت معین الدین اجمیریؒ اپنی ایک مشہور رباعی میں لکھتے ہیں ؎

سر داد، نداد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین رضؓ

یعنی کہ حضرت حسین رضؓ نے سر دے دیا مگر یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اس طرح لا الٰہ الا اللہ کی جو اصل حقیقت تھی اس کو دنیا پر نمایاں کر دیا۔

حضرت حسین رضؓ کی دعا کا ترجمہ تاریخ کی مستند کتابوں میں مندرجہ ذیل الفاظ میں درج ہے۔

"خدایا! تو ہر مصیبت میں میرا بھروسہ اور ہر تکلیف میں میرا سہارا ہے مجھ پر جو مشکل وقت آئے ان میں تو ہی میرا پشت پناہ تھا۔ غم و اندوہ میں دل کمزور پڑ جاتا ہے۔ کامیابی کی تدبیریں کم ہو جاتی ہیں اور رہائی کی صورتیں گھٹ جاتی ہیں۔ دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور دشمن شماتت کرتے ہیں۔ میں نے ایسے نازک وقتوں میں سب کو چھوڑ کر تیری طرف رجوع کیا تجھی سے اس کی شکایت کی۔ تو نے مصائب کے بادل چھانٹ دیئے اور ان کے مقابلہ میں میرا سہارا بنا۔ تو ہی ہر نعمت کا ولی، ہر بھلائی کا مالک اور ہر آرزو اور تمنا کا منتہیٰ ہے۔"

(تاریخ اسلام حصہ دوم مرتبہ شاہ معین الدین احمد ندوی رح)

حضرت حسین رضؓ کے والد ماجد حضرت علی رضؓ کے مرتبہ سے کون ناواقف ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کی منزلت سے کس کو انکار ہے۔ ان کے نانا پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار ہیں۔ حضرت حسین رضؓ مصیبت کے وقت اپنے والدین یا نانا پاک سے نہ مدد مانگتے ہیں اور نہ سفارش کے لئے ان کو پکارتے ہیں اور نہ ان کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی ہر قسم کی درخواست براہِ راست اللہ کے حضور میں ہی پیش کرتے۔ جو لوگ مصیبت کے وقت اللہ کے سوا بزرگوں سے مدد طلب کرتے ہیں وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور شرک کے ظلم عظیم سے بچیں۔ شرک کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت وعید ہوئی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ جو چیزیں شرک ہیں یا جن میں شرک کا کوئی ادنیٰ شائبہ بھی پایا جاتا ہے ان کے قریب بھی نہ جائے۔ بلکہ نبی اکرم ؐ کے فرمان کے مطابق اس کا فرض ہے کہ اس کے پاس طاقت ہے تو طاقت سے برے عمل کو مٹا دے۔ اگر طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کو مٹانے کی کوشش کرے اور اگر اس کی قدرت بھی اس کو حاصل نہیں ہے تو دل سے اس سے بغض و نفرت رکھے۔ اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الانعام - ۹۱ ان لوگوں نے اللہ کا بہت غلط اندازہ لگایا ہے۔

دعا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اس بیماری سے بچائے اور قرآن مجید میں غور کرنے اور توحید کے عقیدہ کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی توفیق دے اور رحمت دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے مستفید فرمائے۔ خوش قسمت ہے وہ امت جس کو قرآن جیسی روشن کتاب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان معلم و رہنما ملا ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

خلاصہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی حقیقت جاننے اور تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ

۱۔ انسان اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا، فریاد رس اور حامی و ناصر نہ سمجھے۔

۲۔ اللہ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگے اور کسی کو مدد کے لئے نہ پکارے۔

۳۔ اللہ کے سوا کسی کو نفع و نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے اور نہ کسی پر توکل کرے۔

۴۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت یا بندگی نہ کرے اور نہ کسی کو نذر دے۔

۵۔ اللہ کے سوا کسی کو حاکم اعلیٰ تسلیم نہ کرے اور نہ کسی کو مستقل بالذات قانون ساز مانے۔

۶۔ اللہ کے سوا کسی کا بندہ بن کر نہ رہے اور نہ اپنی خواہشات کی پیروی کرے۔

۷۔ زندگی کے ہر معاملہ میں صرف اللہ کی ہدایت کو ہدایت اور اللہ کے قانون کو قانون تسلیم کرے۔

۸۔ زندگی کے ہر معاملہ میں اپنے آپ کو صرف اللہ کے سامنے ذمہ دار و جوابدہ سمجھے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبان سے کہہ کر کلمہ گو اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ

۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری سچے نبی ہیں۔

۲۔ آپؐ کے ذریعہ جو ہدایت نامہ و ضابطۂ زندگی خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ برحق ہے۔

۳۔ آپؐ کی تعلیم اور آپؐ کی ہدایت کے سوا جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے۔

۴۔ آپؐ کے سوا کسی کی رہنمائی و پیشوائی مستقل بالذات نہیں ہے۔

۵۔ لہٰذا اس کی زندگی کا ہر معاملہ خدا کی کتاب اور رسولؐ کی سنت کے مطابق ہوگا۔

خوشنویس امجد علی دہلی ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۹ء

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

________ جمعیۃ اہل حدیث، جموں وکشمیر

****

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابو حنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا:

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۱، ۱۴۱)